

Registered

L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۲۲) مطبوعہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۰۴ء بروز جمعہ جلد (۳۲)

گلدستۂ اخبار

روٹر کا ایجنٹ خبر دیتا ہے کہ جاپانیوں نے تاکوشان کو گھیر لیا اور روسیوں کے ایک دستہ کو سات میل پرے تک دھکیل آئے اور بہتوں کو زخمی بھی کیا۔ سینٹ پیٹرز برگ میں خبر آئی ہے کہ جنرل سٹاسل نے پورٹ آرتھر سے نکلکر جاپانیوں پر حملہ کیا اور پیچھے دھکیل دیا۔ روسی ۵۰ اسکے قریب مارے گئے۔ ٹوکیو سے نامہ نگار لکھتا ہے کہ جب امیر البحر ٹوگیو لڑائی کے لئے جگہ تجویز کرتا پھرتا تھا تو روسیوں کا گولہ تارپیڈو بوٹ پر آکر پڑا ایک افسر چالیس سپاہی اور بہت سا سامانِ جنگ ضائع ہوا۔ جنرل کروپٹکن لیویانگ سے لکھتا ہے کہ کاسکوں کی ایک جماعت نے جاپانیوں کو فینگ ہینگ چنگ کے شمال کیطرف ہٹا دیا اور چھ گھنٹے لڑائی جاری رہی۔ امیر کابل نے مرزا شاہ بیگ خان کو جو امیر عبد الرحمٰن خان مرحوم کے زمانے میں بعہدہ سیکرٹری مقرر تھا اب فانشیل کمشنر افغانستان کا معزز عہدہ عطا کیا ہے۔ اس اعلےٰ حاکم کا ہیڈ کوارٹر کابل ہوگا۔ کرکٹ میچیز۔ مورخہ ۲۱ مئی۔ سرے والوں نے آور سمسٹر شائر ٹیم کو ۔۔ ار نز کے فرق پر شکست دی۔ دو اور اعلےٰ میچیز یعنی مڈل سیکس اور سسکس۔ آکسفورڈ یونیورسٹی اور یارک شائر کے درمیان ہوئے لیکن بارش کی وجہ سے ان کا فیصلہ نہ ہو سکا۔ ایک اندھا ڈریس ڈن کی گلی میں سے گذر رہا تھا کہ اس کا سر گاڑی سے ایسے زور سے ٹکرایا کہ اُس کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ عام آدمیوں کی طرح دیکھنے لگ گیا۔ سب سے پہلی لڑکی جس نے اول ہی اول امتحان انٹرنیس کلکتہ یونیورسٹی پاس کیا۔ ڈیرہ گرل سکول میں تعلیم پاتی تھی۔ لاہور میں ایک شخص پلیگ سے مرا تو مردہ اٹھانے کو کوئی آدمی ڈر کے مارے اس کے پاس نہ گیا۔ آخرش دو تین عورتوں نے ہمت باندھی اور مردہ کو مرگھٹ میں لیجا کر جلایا۔ افواہ ہے کہ امیر صاحب کابل اپنے لئے ایک عالیشان مکان تیار کروا رہے ہیں اور تیار ہونے پر اُسکا نام الکتا ہوگا۔ یہہ بھی خبر ہے کہ امیر صاحب اپنی فوجوں کو نئی رائفلوں سے مسلح کر رہے ہیں۔ یہہ بات مشہور ہے کہ چین کے بعض باشندے بلی کی آنکھوں کو قریب سے دیکھکر ٹھیک صحیح وقت بتا سکتے ہیں۔ امریکہ کے ایک انجنیر نے ایک متحرک ریلوے پلیٹ فارم کی ایجاد کی ہے جسکی رو سے بغیر ٹرین کے ٹھہرنے کے مسافر اس پر سے اتر سکینگے۔ پائونیر لکھتا ہے کہ میجر موم سیکنڈ گورکھا ہی ایک برٹش سفیر ہیں جو بفضل خدا صحیح سالم منچوریا میں جا شامل ہوئے ہیں۔ اہل تبت کو دکھلایا جاویگا کہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ سر بھڑانا آسان بات نہیں ہے۔ کرسچن کالج مدراس کے ایک طالب علم نے ٹیکا چیچک کروایا لیکن علاج برعکس نمودار ہوا اور راہی عدم ہوا تحقیقات جاری ہے۔ جنگ یالو میں پانچہزار جاپانیوں نے بیس ہزار روسیوں پر حملہ کیا اور اُن کو تتر بتر کر ڈالا۔

ایک عظیم طوفان کے باعث جاپانی جہاز ایک جگہ نہ رہ سکے اسپر کمانڈنگ افیسر نے حکم دیا کہ یکجا ہونے کی کوشش سے باز آئیں۔ روسیوں نے اقرار کر لیا ہے کہ شہر کو غارتگروں سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک جرار گارد پیچھے چھوڑ دینگے۔ جاپانیوں کی کامیابی نے روس میں تہلکہ ڈال دیا ہے اور افسران جنرل سٹاف کا بیان ہے کہ موجودہ حالت سخت جنگ کی علامت ہے جس کو ایک عرصہ قیام رہیگا۔ ایک روسی شہزادہ نمائیش پلینٹ لولیس کو اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ امریکہ کے اخباروں میں روس کی طرفداری کے خیالات پیدا کرے۔ ہنگری کے مشہور ناولسٹ مارس جکائی کا انتقال ہوگیا۔ شاہ ایڈورڈ کا جنم دن سرکاری دفاتر میں ۲۴ جون کو منایا جاویگا۔ مسٹر جسٹس پرتول چند جج چیفکورٹ پنجاب۔ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چنسلر مقرر ہوئے ہیں۔ روسیوں نے ڈالنی کے بندرگاہ کو خود ہی بارود سے اُڑا دیا ہے تاکہ جاپانیوں کے ہاتھہ وہ تمام سہولتیں نہ آجاویں جو انہوں نے کروڑوں روپیہ خرچ کرکے اپنے لئے تیار کی تھیں۔ لندن کی ویسٹ منسٹر ایبی میں سر ہنری سٹانلی کے تابوت کی زیارت کیگئی نہایت کمال کا بنا ہوا ہے۔ شملہ میں گھوڑوں اور کتوں کی نمائیش کا سالانہ جلسہ ۸ جون کو قرار پایا ہے۔ بھاولپور میں بسرپرستی نواب صاحب ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے جو ہندو مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد پیدا کریگی اور ہر دو قوم کے لوگ اس کمیٹی کے ذریعہ باہمی تبادلہ خیالات کا فائدہ اُٹھایا کریں گے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

ایک عجیب نظارہ

دنیا میں یہہ ایک عجیب بات نظر آتی ہی کہ اگرچہ انسان کو عقلاً اور نقلاً اشرف المخلوقات اور اِس دنیا کا حاکم اور سردار مانا گیا ہی تسپر بھی اُسکو اپنے سے باہر مخلوقات کا اور خصوصاً ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوقات کا نمونہ لینے کی ہدایت کی گئی ہی۔ خداوند مسیح نے اپنی پہاڑی وعظ میں لوگوں کو فرمایا کہ ”ہوا کے پرندوں کو دیکھو“ ”جنگلی سوسنوں کو دیکھو“ (متی ۶: ۲۵ و ۲۸) اور سلیمان کہتا ہی کہ اے کاہل آدمی چیونٹی کے پاس جا۔ اُسکی روشیں دیکھ اور دانش حاصل کر (امثال ۶: ۶) نہ صرف یہی بلکہ انسان کا طبعی میلان بھی اِسی بات کی طرف ہی چنانچہ ارسطاطالیس کہتا ہی کہ ”تقلید کرنی بچپن ہی سے انسان کی سرشت میں ہی اور اِسی سبب سے وہ دیگر حیوانات سے ممتاز ہی اِس لئے کہ وہ نہایت درجہ کا مقلد ہی اور ابتدائی تعلیمات کو تقلید ہی سے حاصل کرتا ہی اور کہ سبھوں کی خوشی تقلید ہی میں ہی“ (علم النظم ۴: ۲) پس ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ عالم کی تمام چیزیں اِس حضرت انسان کی جو انکا سردار اور مالک ہی معلم ہیں۔ بادی النظر میں یہہ بات بڑی عجیب اور انوکھی سی معلوم ہوتی ہی لیکن جب غور کیا جاتا ہی تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ انسان شروع ہی سے ایک ترقی کرنیوالا اور اپنے علم کو دیگر اشیا سے بتدریج سیکھکر حاصل کرنیوالا حیوان بنا ہی۔ اُس کے تمام علوم ذاتی نہیں ہیں بلکہ اکتسابی۔ دیگر حیوانات کو صرف عقل حیوانی ہی عطا فرمائی گئی ہے جس کے موجب وہ اپنے تمام طبعی کام کرتے ہیں اور جس سے وہ غلو بڑھ سکتے اور رنگت سکتے ہیں۔ وہ طبیعت سے تمام کام خود بخود کرتے ہیں۔ مگر انسان کی حالت ایک مدرسہ کے طالب علم والی حالت ہی جسمیں وہ ہر قسم کے سبق سیکھتا ہی۔ خدا نے انسان کو تین قسم کے الہام دیئے ہیں یعنی ایک طبعی الہام جو اُسکو طبیعت عالم سے حاصل ہوتا ہی جسمیں وہ خدا کی ذات اور صفات اور اپنے فرایض کو طبعاً دیکھتا ہی (رومی ۱: ۱۸ سے ۲۰) دوسرا اُس کے ضمیر کا الہام اُس کے اندر (رومی ۲: ۱۴) جسکو خدا کی آواز بھی کہتے ہیں۔ اور تیسرا ایمانی و روحانی الہام جو اپنے مقدس نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ سے دیا (۲ تمطاوس ۳: ۱۶۔ ۲ پطرس ۱: ۲۱) یہہ تینوں الہام انسان کے معلم ہیں۔ جسطرح دیگر مخلوق انسان کو طرح طرح کے فواید پہنچا رہی ہی اور یوں اُسکی خدمت گذاری ہوئی ہی اُسیطرح وہ اپنے زبان حال سے اُس کو تعلیم دیتی ہی اور یوں بھی وہ انسان کی خدمتگذار ہی۔ انسان براہ راست اُس سے تعلیم پاکر یا اُس کے خواص و فواید کا علم حاصل کر کے اُس پر حاوی ہوتا ہی اصلی فاعل تعلیم حاصل کرنیکا خود حضرت انسان ہے یہہ حالت اُس کی نہ صرف اِسوقت ہی بلکہ ہر گذشتگی سے پہلے بھی تھی (پیدایش ۲: ۲۰) پر آدم کو اُس کی مانند کوئی ساتھی نہ ملا۔ ساتھی کا علم اُسکو کہاں سے آیا؟ صاف ظاہر ہی کہ جب اُس نے تمام مواشیوں اور پرندوں اور جنگلی جانوروں کا نام رکھا تو اُس نے دیکھا کہ یہہ جوڑا جوڑا ہیں مگر میں جوڑا نہیں ہوں۔ لہٰذا اُسکو اپنے جوڑے کی ضرورت اور شوق محسوس ہوا۔ پس ”ہم جانتے ہیں کہ ساری چیزیں انکی بھلائی کے لئے جو خدا سے محبت رکھتے ہیں مل کے فایدہ بخشتی ہیں“ (رومیوں ۸: ۲۸)

مسیحیوں میں زر کی قلت

اگر ہم علم کے معاملہ میں ہندو و مسلمانوں کے ساتھ مسیحیوں کا مقابلہ کریں تو نسبتہً شاید کچھ کم نہوں گے مگر زر کے معاملہ میں مسیحی لوگ اُن سے بہت ہی دور پڑے ہوئے ہیں۔ اِسکا کیا سبب ہی؟ ہماری دانست میں اسکا سبب یہہ ہی کہ مسیحیوں میں حرفت اور تجارت کی جو دولت کے حاصل کرنے کا سب سے بڑا وسیلہ ہی بڑی قلت اور کمی ہی۔ جہانتک دیکھنے میں آیا ہی نوکری پیشہ لوگوں کی بہ نسبت تجار اور حرفتگر لوگ زیادہ فارغ البال ہوتے ہیں اور نوکری پیشہ اکثر قرضدار۔ اور خاصکر مشن کے ملازم۔ پس ہم اپنے ہندوستانی مسیحی بھائیوں کو صلاح اور مشورت دیتے ہیں کہ خود اور اپنے بچوں کو جہانتک ہو سکے صنعت اور حرفت سکھلا دیں اور تجارت میں لگا دیں تاکہ وہ وسیلہ پیدا ہو جاوے جس سے کلیسیا سلف سپورٹ بن جاوے۔ ورنہ انکی زیر باری اور مفلوک الحالی اُن سے کبھی علیحدہ نہوگی اور نہ انکی زندگی تفکرات اور تردّدات سے بری ہوگی۔ ذرا دیکھو کہ جتنے دنیا میں لاکھپتی اور کروڑپتی ہیں وہ کس طرح اِس مرتبہ کو پہنچے کیا نوکری سے؟ ہرگز نہیں بلکہ تجارت اور صنعت و حرفتکاری سے۔ پس اِس معاملہ میں ان کے اصولوں کی پیروی کرو اور خود [illegible] ہو اور اپنی اور اپنی قوم کی حاجت رفع کرو۔

انگلینڈ میں ڈیوڈ بے لونگ ایک مشہور شکاری ہیں۔ آپ ہرن کے شکار کو ایک دن گئے۔ اُس دن جو تجربہ اُنکو عمر بھر کی مشق کے بعد حاصل ہوا وہ یہہ ہی کہ حیوان کی زندگی زیادہ دلچسپی کا باعث ہو نہ کہ اُسکی موت شکار میں دوڑ لگوانا۔ تو بیشک اچھا شغل ہی لیکن ایک حیوان کا مار دینا سب سے ردی شغل ہی۔

یونان کے فلاسفر فیثاغورث کا قول ہی کہ اُس زندگی کو مت لے جس کو کہ تو دے نہیں سکتا ہی ہر ایک حیوان کا حق تیری طرح برابر جینے کا ہی صرف موذی حیوانات کو مارنے کا حق تجھے اپنے بچاؤ کے لئے حاصل ہی۔

مضامین

ستیارتھ پرکاش درپن

(۷۹) سوال

اُن دنوں کی مصیبت کے بعد فوراً سورج اندھیرا ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور ستارے آسمان سے گر جائینگے اور آسمان کی فوجیں (قوتیں) ہل جائینگی (متی ۲۴: ۲۹)؛

(محقق) واہ عیسیٰ صاحب! آپ نے کس علم سے جانا کہ ستارے گر پڑینگے اور آسمان کی کونسی فوج ہو جو گر جائیگی؛

(رہبر) خداوند یسوع مسیح نے اپنے علم غیب سے جانا کہ ایسے حالات وقوع میں آئینگے۔ اُسی علم سے جانا جس سے فرمایا تھا کہ یروشلم برباد ہوگا اور یہودی لوگ قتل ہونگے اور اسیر کئے جائینگے اور ایسا ہی ہوا۔ اور اُنکی اب تک یہی حالت ہے۔ خداوند نے اُسی علم کے زور سے جانا تھا جسکے سبب یہہ خبر بھی دی تھی کہ انجیل کی منادی ساری دنیا میں ہوگی اور پنڈت جی اور اُن کے پیرو یہہ حال اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں کہ کیسا صحیح علم تھا جس نے یہہ خبر فرمائی تھی۔ اور آپ نے جو لفظ فوجیں لکھا ہے وہ فوجیں نہیں قوتیں ہیں؛

(محقق) اگر عیسیٰ تھوڑا بھی علم پڑھا ہوتا تو ضرور جان لیتا کہ یہہ ستارے سب دنیا ہیں اور وہ کیونکر گر سکتے ہیں؛

(رہبر) (۱) ستاروں کا دنیا ہونا اُن کے گر سکنے کا مانع نہیں ہوسکتا۔ جیسے اِس آباد دنیا کے برباد ہونے کی خبر ہے (۲ پطرس ۳: ۱۰ و ۱۲) اُسی طرح آباد ستارے بھی برباد ہوسکینگے۔ اور اِس بات کے امکان کی یہہ دلیل ہے کہ جس قدرت سے یہہ ہوا ہیں معلق ہیں وہی قدرت الٰہی انکو گرا سکتی ہے؛

(۲) ستاروں کے آباد عالم ہونے کا خیال پنڈت جی نے بعض مسیحی نجومیوں کے قیاس کی تقلید پر مانا ہے۔ مگر انہوں نے اِس بات کو کوئی یقینی امر نہیں کہا ہے۔ صرف بعض کا قیاس ہے اور پنڈت جی نے اپنے آپ کو سائنسدان جتانے کے لئے اُس پرانی دلیل کی بنیاد رکھ لی ہے۔ پنڈت جی اِس طرح تو آپ سائنس دان نہیں بن سکتے۔ اس امر میں مسیحی عالموں کا یہہ بیان ہے کہ ستاروں میں زندگی کی بابت ہم کچھ بھی نہیں جانتے نہ جان سکتے ہیں۔ نظام شمسی کے عالم ممکن ہے کہ بالکل مختلف مطلب کے لئے پیدا کئے گئے ہوں جسکا ہم پتا نہیں لگا سکتے۔ اور یہہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک دنیا ایسی ہی ہو کہ جانداروں ہی کے لئے قرار دیجائے۔ لہذا بہت جلدی سے یہہ نتیجہ نکال لینا کہ ہمارے گردنواح کے ستارے ایسی آباد دنیا ہیں ضروری نہیں ہے۔ اور ایسا خیال کرنے کی حاجت کیا ہے؟ ممکن ہے کہ ہر ایک دنیا قدرت الٰہی سے اپنی اپنی قسم کے ساکنان کے مناسب حال ہو۔ اور یا اُن کی مرکبات کی غرض کچھ اور ہو جو ہنوز ہمارے علم اور قیاس سے باہر ہے۔ اور یا ممکن ہے کہ اُن ستاروں کی گردشیں اور اندرونی تبدیلیاں اُن کو ہنوز تیار کر رہی ہیں کہ کسی زمانہ میں جانداروں کے رہنے کے قابل ہوجاویں جیسے ہماری زمین کا حال ہوا تھا۔ اگر مشتری کبھی سیارہ ہوتا ہو تاکہ اِس زمین کی طرح جانداروں سے آباد ہو تو یہہ حال ہنوز بہت دور ہے (Moon & Stars By A. pp. 113, 169, 188, Sun, Gibson)۔

(محقق) جیسا آج کل یورپ ترقی کر رہا ہے اگر ایسا ہی اُس وقت ہوتا تو اُس کے معجزے کوئی بھی نہ مانتا؛

(رہبر) آپ روتے کیوں ہیں؟ بے فائدہ ہاتھ ملتے ہو۔ آج کل کا یورپ اپنی تاریکی کے زمانہ کی نسبت معجزات مسیح کا زیادہ قائل ہے اور تاریکی اور سائنٹفک تحقیقاتوں کی رُو سے قائل ہے مگر آپ لوگوں کی عادت ہے اور نہایت کمینی عادت ہے کہ یورپ کی باسی باتوں کو اپنے نئے تازہ کر کے اپنے تئیں کچھ جتانے لگتے ہو۔ اگر یورپ میں رینن اور سٹراس اور ہیوم جیسے آدمیوں نے انجیلی تواریخ پر شک اُٹھائے تو کہنے لگتے ہو کہ سارا یورپ دین عیسوی سے پھر چلا۔ مگر یہہ بالکل غلط خیال اور تعرفی عادت ہے۔ آج کل کا یورپ جیسا انجیل کی صداقت کا قائل ہے ویسا کبھی نہ تھا۔ اِس کا ایک ظاہر ثبوت یہہ دیکھو کہ یورپ کے ہر ملک سے بشارتی مشنین دنیا کے ہر ملک میں جاری ہیں؛

(محقق) باوجود کسی قدر عالم ہونے کے عیسائی لوگ اب بھی ہٹ دھرمی اور پیچیدگی معلمات کی وجہ سے اس ردی مذہب سے کنارہ کش ہو کر مکمل سچائی سے بھرے ہوئے ویدک مارگ کی طرف رجوع نہیں ہوتے یہی اُن میں نقص ہے؛

(رہبر) پہلے تو آپ نے کہا کہ جیسا آجکل یورپ ترقی کر رہا ہے اگر ایسا ہی اُسوقت ہوتا تو اُس کے معجزات کوئی بھی نہ مانتا۔ اور پھر کہتے ہو کہ وہی یورپ اِس ردی مذہب کو مان رہا ہے! اور اس مذہب کو تو آپ ردی ثابت نہ کرسکے صرف کندہ ناتراش ضدی جاہلوں کی طرح اعتراض گھڑے ہیں اور آپکی بیکر توت ہم نے اچھی طرح ظاہر کردی ہے۔ اور ویدک مارگ کو نہ ماننے کے سبب عیسائیوں کو ہٹ دھرم کہتے ہو۔ عیسائی لوگ ویدک مارگ سے خوب واقف ہوگئے ہیں۔ اور اُسکو نادان طفلکوں کا خیال سمجھتے ہیں چنانچہ ویدک رشی جو آپ کے خیال میں بہت بڑے ہوئے تھے پھر بھی ایسے جاہل تھے کہ نیچر کی چیزوں مثل اگنی سوما وایو سُوریا ماروت اور صبح اور بجلی وغیرہ کو جاندار اور ذی شعور وجود مانتے رہے چنانچہ سارا رگ وید اِن دیوتوں کی تعریفوں کے گیتوں سے بھرا پڑا ہے۔ اور ہندوؤں کو اب تک اِس کارروائی سے شرم نہیں آتی اور ویدوں میں دھرم مارگ کیا ہے؟ سوما شراب بنانا اور

دیوتوں کو چڑھانا۔ اور جانوروں کی قربانیاں کرنا۔ اور یہ سب کچھ اِس غرض سے کہ پوجاریوں کو کثرت سے بیٹے اور گھوڑے اور گائے اور دولت اور دوسروں کا مال اور ملک ملے۔ یہہ باتیں اِس سلسلہ میں ہم دکھلا چکے ہیں اور دیکھو بھی رسالہ آواگون یا ہمیشہ کی زندگی۔ اور ویدوں کے براہمنہ میں رشیوں کا سائنس مارگ تو عجیب کیفیت رکھتا ہے۔ میں صرف چند ایک مثالیں دیتا ہوں خاصکر ستاروں کے دنیا ہونے کی بابت۔ انکا بیان ہے کہ نیک آدمی ستارے بن جاتے ہیں ؛

ستپتھ براہمنہ چھ۔ ۵۔ ۴ و ۸۔ "قدیم سے الہی عورتیں بن گئے بازو والیاں۔ سب دیوتوں کی پیاریاں انگیروں کی طرح کڑہی کو زمین کی گود میں پکایا کرتی تھیں۔ اور اُن کی مدد سے اب وہ (ہوتری) اُن کو پکاتا ہے۔ لیکن یہہ وہ ستارے ہیں۔ عورتیں (جنی) فی الحقیقت ستارے ہیں۔ کیونکہ یہہ اُن راستباز آدمیوں (جن) کے نور ہیں جو آسمانی عالم کو جاتے ہیں" ؛

پھر ستپتھ براہمنہ اول۔ ۹۔ ۳ و ۱۰۔ "جب کوئی اِس طور سے اِن عالموں کو پہنچ جاتا ہے تو وہی منزل مقصود ہے۔ وہی محفوظ پناہ۔ سورج جو وہ جل رہا ہے اُس کی کرنیں گذرے ہوئے راستباز لوگ ہیں"۔ وغیرہ پس پنڈت جی یہہ ستارے دنیا کیسے ہوئے۔ یہہ ویدک رشیوں کا سائنس ہے! ؛

ربی الیشوعہ ساکن بیکنس لکھتا ہے کہ ربی ایوسی نے لکھا خداوند نے سوچا کہ میں آدمی کے کس حصے میں سے عورت بناؤں سر سے تو نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مغرور ہو جاوے نہ آنکھ سے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہر شے کو دیکھنے کی خواہش کرے۔ نہ منہ میں سے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بڑی باتونی ہو جاوے۔ نہ کان میں سے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہر ایک بات کو سننے کی خواہش کرے۔ نہ دل میں سے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ حسد کرنے لگے۔ نہ ہاتھوں میں سے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہر ایک شے کو تلاش کرنے کی خواہش کرے۔ نہ پیروں میں سے تاکہ وہ آوارہ نہ پھرتی رہے۔ مگر وہ نہایت ہی پوشیدہ جگہ میں سے جو اس وقت بھی ڈھنپی ہوئی ہوتی ہے جبکہ آدمی ننگا ہوتا ہے یعنی پسلی سے" (تالمد) ؛

ویدوں کی تہذیب

اخبار خش سدہار ملتان مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۰۶ء میں پنڈت رام لعل (آریہ) گڈس کلرک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مسٹر جہان سنگھہ نیو کرسچن تحریر کریں کہ وہ کس آریہ سماج کے ممبر رہے اور کونسی کتاب انہوں نے عیسائی مذہب کے خلاف لکھی اور انہوں نے کن وجوہات سے آریہ سماج کو چھوڑا..... الخ ؛

جناب پنڈت جی صاحب۔ تسلیم میں دو باتوں کو تو پیشتر ثابت کر چکا ہوں کہ میں آریہ سماج گجرات کا ممبر اور نیگ میں آریہ سماج کا وائس پریزیڈنٹ رہ چکا ہوں اور کتاب بنام انجیل کی حقیقت عیسائی مذہب کے خلاف نثر و نظم میں لکھی تھی۔ دیکھو اخبار نور افشان مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۰۶ء ؛

باقی رہا یہہ سوال کہ میں نے کن وجوہات سے آریہ سماج کو ترک کیا سو اِس کا جواب میں نے آجتک نہ دیا تھا۔ کیونکہ جن وجوہات سے میں نے آریہ مذہب کو ترک کیا ہے وہ ایسی برخلاف تہذیب ہیں کہ زبان پر لانے کو دل نہیں چاہتا۔ لیکن مجھے بعض احباب آریہ سماجیوں نے اِس بات پر تنگ کیا کہ میں وجوہات مطلوبہ کو زیر تحریر کر دوں ؛

پس اب آریہ دوستوں کی رضامندی کو مد نظر رکھکر اُن وجوہات کا ذکر نمبروار بطور ناول بنام "ویدوں کی تہذیب" ہدیہ ناظرین و پنڈت صاحب کرتا ہوں ؛

پنڈت جی صاحب۔ جب کہ میں آریہ سماجی تھا تو عموماً ستیارتھ پرکاش مصنفہ پنڈت دیانند صاحب کی سیوا میں لگا رہتا تھا۔ پڑھتے پڑھتے جب اُس مقام ذیشان پر پہنچا جہاں پنڈت دیانند صاحب یہہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب مرد اُس مردی کی قوت سے ناقابل ہو جس سے وہ اولاد پیدا کر سکتا ہے تو وہ آریہ پرش اپنی منکوحہ بیوی کو دل و جان سے اجازت دے دیوے تاکہ وہ کسی غیر شخص سے جو قوت مردی میں یکتا ہو پاک اولاد پیدا کرے اور صبح و شام اپنے اصلی خاوند کی خدمت گذاری کا فرض بھی ادا کرتی رہے۔ دیکھو مضمون لفظی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۴ و ۱۵۵؛

تو پڑھتے ہی طائر دل نے تحیریت کے قفس میں آکر یوں طیش کھلایا کہ اِس کتاب وید کی انتخاب کو ایسا پھینکوں کہ نظر میں بھی نہ آئے مگر سوچکر کہا کہ اے جہان سنگھہ شاید اِس میں کوئی گہرا بھید ہو جس سے تو واقف نہ ہو۔ مناسب ہے کہ کسی مہذب آریہ سے جو نیوگ کے مسئلہ میں ماہر ہو جاکر اِس مسئلہ کا مطلب دریافت کروں۔ لیکن بوجہ تنگی وقت جانے سے قاصر رہا۔ صبح کو اٹھتے ہی ایک مہذب آریہ جو کہ آریہ سماج کا ایک عہدہ دار ہونے کے علاوہ پنڈت دیانند کے سدہانتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ اُن کے مکان پر گیا ؛

(جہان سنگھہ) (دست بستہ) نمستے مہاراج!

(آریہ) نمستے مہاشہ جی آیئے پرسن تو ہو ؛

(جہان سنگھہ) اجی کیا پرسن ہونا ہے!

(آریہ) کیوں کیوں مہاشہ جی طبیعت تو اچھی ہے؟

(جہان سنگھہ) ہاں طبیعت تو اچھی ہے لیکن رات کو پڑھتے پڑھتے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۴ و ۱۵۵ ایکو نظر سے گذرا جس میں کہ سوامی دیانند صاحب نیوگ کا ذکر کرتے ہیں خاصکر وہ عبارت جہاں زندہ خاوند والی عورت بھی کسی غیر کے ساتھہ نیوگ کر سکتی ہے ؛

تو مجھے بہت ہی افسوس ہوا کہ ایسی تعلیم وید مقدس (الہامی) میں کیونکر درج کی گئی ہے۔ اگر اِس عبارت مذکورہ کا مطلب وہی ہے جو بادی النظر میں آتا ہے تو بندہ اس تعلیم سے دست بردار ہے اگر کوئی اور مطلب ہے تو مہربانی کر کے بیان فرما کر مشکور فرما دیں ؛

اس بات کو آریہ صاحب سنتے ہی جھٹ الماری کھول ستیارتھ پرکاش نکال عینک چڑھا ورق الٹ



پلٹ کرنے لگے جب صفحہ مذکور پر آئے تو لہجہ سے عبارت کو پڑھنے لگے۔ جس وقت اس جملہ پر پہنچے (تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر) تو عینک اُتار کر یوں مخاطب ہوئے؛

(آریہ) میرے پیارے مہاشہ۔ یہہ ایک ایسی پاک تعلیم ہے کہ جس پر دین و دنیا کا فائدہ مرتب ہے۔ مثلاً وہ آدمی جو اولاد سے بالکل مایوس ہو چکا ہو صرف ایسی ویدک نیوگ ہی کی بدولت پاک اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ تو اس میں ایک تو دھرم کی ترقی دوسرے نسل کی بڑھتی۔ علاوہ ازیں مبارک نیوگ ہی کی بدولت اتفاق اور قومی ہمدردی نمودار ہوتی؛

(مہان سنگھ) مہاشہ جی! بے ادبی معاف۔ فرض کیا کہ نیوگ مفت اولاد کا ذریعہ اور قومی ہمدردی اور اتفاق کا نمونہ ہے مگر کسی قدر اس میں زنا کا شائبہ آتا۔ کیا بُرے کام کو نیک کام کا وسیلہ بنانا جائز ہے اگر جائز ہے تو چوری کر کے کئی سماجک فنڈ میں چندہ دینا یا کسی دھرم کے کام میں دان (خیرات) کرنا اس سے زیادہ قرین ثواب معلوم ہوتا ہے؛

(آریہ) نہیں نہیں یہہ ہرگز زنا نہیں ہے۔ زنا تو وہ ہوتا ہے جو بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے کسی غیر کے پاس جاوے لیکن یہاں تو خاوند کی اجازت پائی جاتی ہے جیسا کہ اس فقرہ سے نمودار ہوتا ہے (تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر) اور اس فقرہ سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دوسرا شخص (خاوند نقلی) بھی خاوند کہلاتا ہے۔ پس جب وہ خاوند کہلاتا ہے تو زنا کے کیا معنے؛

(مہان سنگھ) ٹھیک اگر زنا بلا اجازت کو کہتے ہیں تو پھر بھی نیوگ کے بعض اقسام زنا کی تعریف میں شامل ہیں۔ مثلاً اگر خاوند دھرم کی غرض سے کسی غیر ملک میں گیا ہو تو اُسکی عورت آٹھ برس اور اگر علم و نیکنامی کے لئے گیا ہو تو چھ برس اور اگر دولت کمانے کے واسطے گیا ہو تو تین برس اُس کی عورت انتظار کر کے کسی غیر آدمی سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لیوے۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۵۔ کیوں مہاشہ جی یہاں وہ کس کی اجازت سے نیوگ کرتی ہے کیونکہ خاوند تو اُسکا وہاں موجود نہیں ہے اگر کہو کہ ماں باپ سے اجازت لیتی ہے تو یہہ بات درست نہیں ہے۔ اب آپ کی تقریر سے اور بھی ثابت ہوا کہ نیوگ سراسر زنا ہے۔ باقی رہی یہہ بات کہ نیوگ کرنے والا خاوند کہلاتا ہے۔ تو آپ جانتے ہیں کہ قرآن نے کثرت ازدواج (ایک وقت میں ایک سے زیادہ عورتیں کرنا) پر بہت زور دیا ہے اور ہم آریہ لوگ بھی مسلمانوں کی اسی بات پر اعتراض کیا کرتے ہیں وید میں کثرت ازدواج تو بجائے خود رہا کثرت ازواج (ایک وقت میں ایک خاوند کرنے) بھی بڑھ چڑھ کر پائی جاتی ہے۔ افسوس کہ وید مقدس نے ہم آریہ لوگوں کو بہت نادم کیا؛

(آریہ) (جیب میں سے گھڑی نکال کر) جناب تو میرا کچہری جانے کا وقت ہو گیا ہے اگر آپ کل تشریف لاویں تو میں آپ کی تسلی کر دونگا؛

(مہان سنگھ) بہت بہتر میں کل ضرور حاضر ہونگا؛

تو میں نے نمستے کر کے جھٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ سیڑھیاں اُتر کر گھر کا راستہ لیا۔ باقی آئندہ؛

(مہان سنگھ نلپ (ملتان))

ایک قاضی ایک دفعہ لڑکوں کو عربی کا سبق پڑھا رہے تھے سبق میں لیل (یعنی سیاہ) آیا۔ قاضی صاحب نے تشریح کی کہ لیلیٰ جو مجنوں کی معشوقہ تھی۔ وہ بھی اسی لفظ سے ہے اسپر لڑکوں نے کہا کہ لیلیٰ مجنوں کی معشوقہ تھی۔ تو سیاہ تھی اس پر وہ کیونکر عاشق ہو گیا۔ قاضی نے کہا لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید اسپر ایک لڑکے نے جواب دیا کہ آپ کے ارشاد کا مطلب یہہ ہے کہ دل گیا گدھی پر تو پری کیا چیز؛

بھائی مرزائیو اب بھی سمجھو

یہہ تو بہتوں پر روشن ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے دعووں میں کئی رنگ پلٹے ہیں آپ کبھی مہدی بنے کبھی الیاس کبھی مسیح ابن مریم۔ کبھی یہہ بھی بول اُٹھے۔ کہ عیسیٰ ابن مریم مجھ میں سے ہیں۔ میں خدا میں سے ہوں۔ کیا ہر ایک ذی ہوش بے تعصب کی سمجھ میں ایک ہی شخص کا اتنے دعوے کرنا اُس کے جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں ہے؛

(۲) بھلا اگر مرزا صاحب خود غرضی کی وجہ سے (پیری مریدی چل ہی گئی، یا حکومت پسندی کی وجہ سے (نوابان آپ کے قدمبوسوں میں ہیں) یا ناموری کی وجہ سے (تمام دُنیا میں نام مشہور ہے) یا مرض ہی کی وجہ سے (جیسے کہ فرانس میں جینس ڈارک نے دعوی الہام کیا تھا اور پھر ۱۴۳۱ء میں انگریزوں نے اُسکو زندہ جلا دیا تھا) چھوٹا منہ رکھکر بڑی بات بولنے کیلئے مستعد بھی رکھی جاوے تو ان بزرگوں کے لئے کونسی عذر کی جگہ ہے۔ جو بے سوچے سمجھے یا اُن کے دعووں کو غلط جانکر بھی اُن کے پیچھے ہوئے ہیں۔ ایک حواری نے تو ایک دفعہ کہہ ہی چھوڑا اگر حضرت جی یہہ لغو دعوے نہ کرتے تو مسلمان قوم کو زیادہ فایدہ پہنچاتے۔ مگر جوں ہی حضرت نے سُنا فوراً حواری صاحب کی جماعت سے خارج کئے جانے کا حکم صادر فرمایا پھر تو حواری نے لوگوں کے شرما شرمی معافی کی درخواست کی۔ جو کہ بصد مشکل منظور ہوئی؛

مرزا صاحب اپنے دعووں میں سچے ہی رہتے ہیں۔ خواہ وہ دعوے لغو لچر ہی تا حد کیوں نہ ہو جاویں مرزا صاحب نے اپنے دعووں کی بنا ان باتوں پر رکھی ہے (۱) کہ۔ ہر دیگر مذہب و فرقہ و ملت کے لوگوں کو بُرا کہیں (دیکھئے ان کی تحریریں) بدزبانی سے پیش آئیں جب اگلے اپنی زبان و قلم کو ترکی بہ ترکی جواب دیکر گندہ نہ کرنا چاہیں تو بس پیر صاحب نے تو اسی کو معجزہ ٹھہرا لیا

نورا پنا مہدی ہونا ثابت کر دیا۔ یہہ کہتے ہوئے کہ جب مہدی آویگا تو ان سے بڑھکر سو عمروں دہا دیان مذہب دیگر، کو مذہبی شکست دیگا یا مار یگا۔

(ب) جو شخص دیگر مذہب کا یا محمدی مذہب ہی کے دوسرے فرقہ کا آن سے مذہبی گفتگو کرے اور یہہ اپنے خیال میں اپ نے آپ کو ہارا ہوا سمجھ لیں۔ تو اس کے مرنے کی تاریخ مقرر فرما دیتے ہیں جس کی تکمیل کے لئے آپ دل و جان سے دعا فرماتے ہیں۔ اور آپ کے مرید صاحبان بھی حضرت جی کی بات رکھنے کے لئے جو کچھ ان سے بن آتا ہے دریغ نہیں کرتے۔ جب اُن کی یہہ کوششیں رائیگاں جاتی ہیں۔ اور وہ شخص نہیں مرتا۔ تو ایسی بیہودہ تاویلیں ہوتی ہیں کہ جن پر بچے بھی سنکر تمسخر اڑاتے ہیں۔ جیسا کہ آپ کا فرمانا کہ عبداللہ آتھم دلمیں مسلمان ہو گئے تھے۔ اس لئے نہیں مرے کوئی صاحب کیا یہہ کہنا بجا نہ ہوگا۔ کہ آپ دلمیں قائل تھے کہ آپ نے جھوٹی نبوت کی مگر شرم کے مارے آپکو اس تاویل کے کرنیکی ضرورت پڑی۔

(ج) بعض امور کی نسبت ذو معنی باتیں تحریر کرنی تاکہ سادہ لوح یا جو مذہبی تعصب سے بھرے ہوئے ہیں یا جو اپنے مذہب کو ردی سمجھکر اُس کی پرانی تاویلوں سے مطمئن نہیں ہیں۔ وہ ان کے دام میں آجاویں یا انکی آڑمیں سہارا لیں۔ دور کیوں جاتے ہیں آپ پلیگ ہی کا معاملہ لیں آپ نے جون ۱۹۰۱ء میں دیکھا۔ کہ گورداسپور کے ضلع میں بیماری طاعون ہے۔ اور قادیان میں نہیں آئی۔ آپ سمجھ بیٹھے کہ قادیاں میں نہیں آویگی پھر تو مرزا صاحب نے یہہ سمجھکر کہ تیر نہیں تو تکا ہی سہی۔ داؤ لگا ہی دیا۔ کہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھیگا۔ تا تم سمجھو۔ کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا (دیکھو رسالہ طاعون صفحہ ۵) جب آپ جوش میں آکر لکھ بیٹھے تب ہوش میں آکر خیال آیا۔ کہ اگر طاعون کا مرض یہاں پھیل گیا تو سخت روسیاہی ہوگی۔ بہتر ہو کہ تعبیر کر دوں تاکہ رمالوں و ہاتھ دیکھنے والے پنڈتوں کی طرح ہر دو حالت میں جیتتا رہے تب آپ نے حاشیہ یوں چڑھایا۔ کہ طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جسکا نام طاعون جارف ہے۔ یعنی جھاڑو دینے والی۔ جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہیں اور کتوں کی طرح مرتے ہیں۔ یہہ حالت انسان کی برداشت سے بڑھ جاتی ہے اسکا الہی میں یہہ وعدہ ہے کہ یہہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہ ہوگی (دیکھو حاشیہ صفحہ ۵ رسالہ طاعون) پھر جب دیکھا کہ شاید اسمیں بھی جھوٹا ہی نہ ٹھہروں تو دوسرا الہام یوں گھڑا کہ اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو میں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا۔ اس سے دو باتیں سمجھی جاتی ہیں۔ (۱) یہہ کہ کچھ ہرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذ و نادر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو۔ اور موجب فرار و انتشار نہ ہو۔ کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑیگی جو گاؤں کو ویران کرنے والی اور کہا جانے والی ہوتی ہے۔ تمام دنیا میں ایک قادیان ہی ہے جسکے لئے یہہ وعدہ ہوا۔ (حاشیہ صفحہ ۵ رسالہ طاعون)۔

دیکھئے صاحب دونو پہلو رکھ گئے کہ نہیں؟ اگر خدا کی طرف سے الہام تھا۔ جو قادر مطلق ہے۔ دان تھا تو اُس نے کہا ہوتا (۱) حضرت جی آپکی عزت کی وجہ سے ایک بھی شخص نہیں مریگا (۲) اگر خدا نے آپکی بے لی خلی کرنی ہی تھی تو صاف کہہ دیتا۔ کہ کل دباکے عرصہ میں قادیان میں سے اتنے مرینگے۔ تاکہ آپ کو جھوٹا نہ ہونا پڑتا۔

اپنے پیارے مریدوں کو قادیان سے جا بجا منتشر کر کے بھگا دینے کی جو (خلاف حاشیہ الہام) کے لئے بھی نیا الہام لائے۔ کیا یہہ حالت ان انسانوں کی برداشت سے بڑھ نہ گئی تھی۔ جو ڈر کے بھاگ گئے۔ یہہ تو قادیان میں جو آپکا دار الامان ہے بقول آپ کے الہام کے کبھی نہ ہوتی نہیں۔ خیر ان باتوں کو جانے دیجئے۔ کوئی دوسرا داؤ سہی۔ آپ نے یہہ کیا کہا۔ کہ تمام دنیا میں ایک قادیان ہی ہے۔ جس کیلئے یہہ وعدہ ہے۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں گاؤں یا قصبے ہیں جہاں ایک بھی واردات نہیں ہوئی۔ اور خدا نے چاہا تو ہوگی بھی نہیں۔ حالانکہ قادیان میں اس قدر بربادی ہوئی۔ کہ آپ کے طلبا تتر بتر ہو گئے کیا آپ ان قصبوں و گاؤں کے لوگوں کو یہہ بتانے کو تیار ہیں۔ اس لئے کہ وہاں طاعون نہیں ہوئی۔ اور قادیان میں ہوئی۔ انصاف تو یہی کہتا ہے۔ کہ تمام دنیا میں وعدہ صرف قادیان کے ساتھ تھا۔ اور بازی لے جاتے نظر آتے ہیں دوسرے گاؤں۔ افسوس آپ کے اس الہام پر حضرت جی کاٹھ کی ہانڈی صرف ایک ہی دفعہ چڑھا کرتی ہے چھوڑئیے اس دھندے کو اب تو دال گلتی نظر نہیں آتی۔

(۴) بقول آپ کے ایک کچے مرید و مشیر کے آپ نے ڈبے رنگ والوں (انگریزوں) کو غارت کرنے کا کام شروع کیا ہے گو یہہ ایک جنون ہے۔ خواہ آپ کسی ہوشیار سے پوچھ دیکھیں بجائے ان کا نقصان کرنے کے آپ اُن کے مذہب کی ایک پیش گوئی کو پورا کر رہے ہیں جو کہ آپ جیسے نقلی مسیحوں کی آمد کی بابت اصلی مسیح اپنی آمد کی بابت بتا گئے ہیں لیجئے۔ پڑھ لیجئے آپکی لورد ہدایت (انجیل بقول قرآن) نے کیا لکھا ہے۔ (متی ۲۴: ۴، ۵) تب یسوع نے جواب میں اُن سے کہا خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آوینگے۔ اور کہینگے کہ میں مسیح ہوں (جیسے آپ کہہ رہے ہیں) اور بہتوں کو گمراہ کرینگے (جیسے آپنے کر رکھا ہے)

(۵) شکر ہے خداوند مسیح کا کہ اُس نے اپنے آنے کے طریقہ جگہ و وقت کو صاف بتا دیا ہے۔ تاکہ حق شناس آپ جیسے حضرتوں کی ذو معنی باتوں میں نہ آجاویں۔



(۱) طریقہ کی بابت دیکھئے۔ لوقا ۲۱ باب ۲۷ آیت میں لکھا ہی۔ تب لوگ ابن آدم کو بدلی میں **قدرت اور بڑے جلال کے ساتھ آتے دیکھینگے** کیا آپ ایسے آئے ہیں۔ کہاں ہیودہ بدلی جو آپ کو لائی اگر نہیں تو کوئی تعبیر ہی کر دیجئے۔ اُس سے تو آپ کو کوئی نہیں روک سکتا۔ کم از کم مرید تو تعبیر سنکر داد دینگے اور ساتھ نہ چھوڑینگے۔ پھر انجیل ایک اور دقت پیدا کر رہی ہی کہ مسیح کی آمد اچانک ہوگی۔ دیکھئے متی باب ۲۴ آیت ۲۷۔ کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوند کے پچھم تک جاتی ہی ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہوگا۔ اب آپ واقعات کو تو معدوم نہیں کر سکتے۔ آپ قادیان میں والدین کی طفیل ساٹھ پینسٹھ [۶۰ ۶۵] برس ہوئے کہ پیدا ہوئے۔ سب لوگوں کی سی گناہ گار زندگی بسر کرتے رہے۔ جو گناہ آپ نے اپنی عمر بھر میں کئے انکو آپ بھی خود جانتے ہیں۔ یا آپ کے لنگوٹیے یار دوست و رشتہ دار جانتے ہوں گے۔ حضرت جی یہاں تو مریدوں کے لئے بھی تعبیر کفایت نہ کریگی۔ کیونکہ نہ تو قرآن میں لکھا ہی کہ مسیح جب دوبارہ آویگا تو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوگا نہ ہی انجیل میں۔ بلکہ جیسا ابھی ذکر ہوا انجیل کہتی ہی جلال کے ساتھ بدلی میں بجلی کی طرح اچانک آویگا۔ نہ کہ قادیان گاؤں میں معمولی شخص کی طرح آہستہ آہستہ بیس پچیس برس کے عرصہ میں درجہ بدرجہ ترقی کرتا ہوا خدائی تک پہنچیگا۔

(ب) جگہ کی بابت مسیحی مذہب و اسلام کا عقیدہ ہی۔ کہ مسیح دوبارہ یروشلم میں آویگا۔

مگر مشکل تو یہہ ہی کہ آپ ہر دو مذاہب کی ان باتوں کو جو آپ کے مطلب کے مطابق نہ ہوں مانتے ہی نہیں کیونکہ اگر آپ مان لیں تو یہہ فضول دعویٰ نہیں کر سکتے خیر آپ مانیے یا نہ مانیے ہم تو توریت کا مقام بتا کر اپنے آپ کو سبکدوش کر لیتے ہیں۔ دیکھئے ذکریا نبی کی کتاب باب ۱۴ آیت ۴ و ۵ اُس کے (مسیح کے) پاؤں اُس دن زیتون کے پہاڑ پر جو یروشلم کے سامنے پورب کو ہی جم رہینگے۔ کیونکہ خداوند میرا خدا آویگا اور سارے قدسی اُس کے ساتھ۔ باقی آئندہ راقم ایک خیر اندیش۔

مراسلات

ایک انوکھی دور اندیشی

دنیا میں بُت پرست اقوام کی دینی رسومات قریباً قریب یکسان ہیں۔ اسلام نے جو بت پرستوں کے خلاف دینی رسومات جاری کیں۔ انکا ماخذ بقول مصنف ینابیع الاسلام مسیحیت اور یہودیت ہی۔ اس لئے بعض جاہل اہل ہنود کا یہہ کہنا کہ اسلام نے جو کچھ کیا وہ اہل ہنود کے خلاف کیا۔ درست نہیں۔ چونکہ اہل ہنود بھی بُت پرست تھے اس لئے اسلام کی مذہبی رسومات انکو اپنے ہی خلاف معلوم ہوتی ہیں۔ محمد صاحب کے وقت اہل عرب تو ہندوستان کی مذہبی رسومات سے واقف بھی نہ تھے یہہ طعن اُنپر درست نہیں۔ ہاں البتہ اگر یہہ کہا جاوے توصیح ہی کہ حال کے دیانندی آریا جو کچھ کرتے اور کرنا چاہتے ہیں۔ وہ عموماً سب کے سب خصوصاً مسیحیت کے خلاف کرتے ہیں۔ اُنکا مدعا صرف یہہ ہی کہ مسیحیت کسی طرح ہندوستان سے گم ہو جاوے۔ مگر ایں خیال است و محال است و جنوں۔ مسیحیت خدا کے فضل سے ہندوستان میں قائم ہو چکی ہی۔ اب یہہ کسی انسان کے ہلائے ہل نہیں سکتی۔ مسیحیوں کی تعداد اسوقت ہندوستان میں سکھوں سے بھی کہیں زیادہ ہی۔

آریا اخبارات کے دیکھنے سے میرے دعویٰ کا ثبوت مل سکتا ہی کہ کسطرح آریوں کی کوشش ہر بات میں یہہ ہی کہ مسیحیت کی مخالفت کرنی ہو۔

ہردوار کا آریہ اخبار ۸ مئی کے پرچہ میں عنوان مذکورہ پر کسی لعل چند نامہ نگار کا مضمون درج کرتا ہی جسمیں وہ آریوں کو صلاح دیتا ہی کہ اتوار کے دن سماج کے جلسے نہ ہوا کریں۔ کیونکہ یہہ عیسائیوں کا دن ہی۔ چنانچہ اُس کی عبارت یہہ ہی کہ۔

"ایک صدی گذرنے پر جبکہ آریا سماج میں بھی مثل ہندو مسلمان سکھ کے ہزاروں و دوان بھائی شامل ہو جائینگے۔ اور قصبہ دیہات اور جنگلوں میں کثرت سے سماجیں قائم ہونگی۔ اُس وقت اگر کوئی پادری دیہاتی سماجیوں کو اُنکے وعظ میں یہہ اُپدیش کریگا۔ کہ خدا نے چھ روز دنیا سازی کا کام کر کے ساتویں روز اتوار کو آرام کیا۔ اس وجہ سے سرکاری دفتروں میں تعطیل ہو کر گرجا اور آریہ سماج وغیرہ میں جلسے ہوتے ہیں۔ آریہ سماج بھی اُس دن کو مبارک سمجھکر اُسکی پیروی کرتی ہی۔ ورنہ کیا کسی اور روز نہ اپنا جلسہ منایا کرتی۔ تو کیا اُس وقت کوئی بیعلم اُس کے برخلاف آواز اُٹھا دیگا اور وہ دان بھی بمصداق اس کے دطوطی کی کون سنتا ہی جب بجتے ہوں ڈھول نقارے جبراً خاموشی و سکوت اختیار کریگا"۔

مجھے اُسوقت اُس دن کے مبارک یا نامبارک ہونے سے بحث نہیں۔ ایک نہ ایک دن تو ضرور ماننا پڑیگا۔ خواہ وہ کوئی دن ہو۔ اگر آپ اتوار کو اس لئے ماننا نہیں چاہتے کہ یہہ مسیحیوں کا دن ہی۔ اور آپ میں سچی مذہبی آزادی کا جوش ہی۔ تو آپ کوئی اور دن مقرر کر لیں۔ اور اُسمیں اپنے جلسے کیا کریں۔ اور ظاہرا اپنی گورنمنٹ کی مخالفت کریں اور اُس دن دفتروں میں نہ جاویں۔ اپنے سب کار و بار بند کر دیں۔ اور اُس کے لئے اگر دنیوی نقصان اُٹھانا پڑے اور خون کی ندیاں بہانی پڑیں۔ تو سر نہ پھیریں۔ ورنہ زبانی جمع خرچ سے تو آپ تمام جہان کی مخالفت نہیں کر سکتے مجبوراً

آپ کو اتوار ماننا ہی پڑیگا۔ مسیحی ایمانداروں نے اس دن کیواسطے ہزارہا جانیں قربان کی ہوئی ہیں۔ آپ صرف انوکھی دور اندیشی سے ہی اس سے اپنی جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ جناب من۔ یہہ خیال محال ہے۔ آپ بڑے ودوان بنے ہیں۔ اور کہ ابھی تک آریوں میں کوئی ودوان نہیں۔ ایک صدی بعد ہونگے۔ اگر آپ جیسے ودوان آریوں میں ہیں۔ تو بس ہو چکی نماز مصلے اٹھائیے

آپ کو تو اتنا بھی معلوم نہیں کہ مسیحی اتوار کو کیا مانتے ہیں۔ آپ کو ہنوز اتنی ودیا بھی حاصل نہیں کہ یہود کے آرام کے دن اور مسیحیوں کے آرام کے دن میں کیا فرق ہے۔ بڑے ودوان بن کے آئے۔ انوکھی دور اندیشی پبلک کے سامنے پیش کر کے اپنی ہنسی اڑواتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ہر دوار کے آریا اخبار کا اڈیٹر لالہ منشی رام جیسا لائق شخص بھی اس حقیقت سے واقف نہیں۔ کیونکہ اگر واقف ہوتا۔ تو کبھی ایسی فاش غلطی اپنے اخبار میں شائع نہ کرتا۔

ہر ایک قوم میں ایک نہ ایک دن متبرک مانا جاتا ہے جو کسی نہ کسی مذہبی بنیاد پر قائم ہے۔ یہود کا سنیچر مسیحیوں کا اتوار۔ محمدیوں کا جمعہ۔

اب اے آریو تم کونسا دن قائم کروگے۔ اور کس مذہبی بنیاد پر اس کو مانوگے۔ سب سے بڑا دن آپ کے واسطے دیانند کی پیدائش کا ہوگا۔ مگر اس دن تو بہتیرے چوڑے چمار بھی پیدا ہوئے تھے۔ جو کہینگے کہ ہمارے باپ کی یادگار میں آریا بھی اسدن کو ماننے لگ گئے۔ پھر آپ کیا کرینگے۔ اسوقت دنیا کا سب سے بڑا حصہ اتوار کو مانتا ہے۔ آپ بھی بے چون وچرا اسکو مانتے جاویں۔ کوئی آپ کو طعن نہیں دیگا۔ اور نہ کبھی کوئی پادری آپ سے کہیگا۔ کہ خدا نے دنیا پیدا کر کے اُس دن آرام کیا تھا۔ اسلئے آریا بھی اسدن کو مانتے ہیں۔ دنیا میں کوئی پادری ایسا ودوان نہ ہوگا۔ جو آپکی طرح ایسے غلط بے بنیاد مسئلہ کو دنیا کے سامنے پیش کریگا۔

اے آریو۔ میں آپکی منت کرتا ہوں۔ کہ جب آپ کسی مسیحی مسئلہ کو پبلک کے سامنے پیش کریں۔ تو پہلے اُس کی تحقیق کر لیا کریں۔ کیا ضرور ہے کہ آپ اپنی تضحیک کروائیں۔

دیکھئے برہمو صاحبان بھی اتوار کے دن اپنے مذہبی جلسے کرتے ہیں۔ مگر کبھی ایسے ہوچھے یعنے کمینے خیال ظاہر نہیں فرماتے۔ لیکن آپکو تو مسیحیوں کی مخالفت کا مرض ہے۔

چند روز ہوئے کہ میں ظفروال ضلع سیالکوٹ میں گیا۔ تو وہاں ایک میلے کے موقعہ پر ایک آریا تعلیم یافتہ شراب کے نشہ میں چور مقابلہ پر آ ڈٹا۔ ذرا شرم نہیں کی۔ بیحیائی سے بکتا رہا۔ اُس کی غرض صرف یہہ تھی کہ مسیحیوں کو منادی کرنے سے روک دیا جاوے۔

اس طرح ہفتہ عشرہ گذرتا ہے کہ میں راولپنڈی گیا اور بازار میں منادی کی تو جھٹ دوسرے دن آریا صاحبان مقابلہ پر منادی کو کھڑے ہو گئے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ بازار میں اُسجگہ منادی نہیں کرتے تھے۔ ان باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کا مدعا فقط مسیحیوں کی مخالفت ہے۔ یا یوں کہو کہ راستی کی مخالفت مگر کہیں خاک ڈالے سے چھپتا ہے چاند۔

راقم واعظ

انوکھی تصنیفات

آجکل آریا صاحبان اس بات کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ دنیا پر ظاہر کریں کہ ہندو سلف کے آریا دوسرے ملک کے لوگوں سے بیاہ شادی کی راہ رسم رکھتے تھے۔ کئی ایک پمفلٹ اس قسم کے شائع بھی کئے ہیں جو ناول کی طرز پر ہیں۔ نوشیروان سکندر اعظم وغیرہ سے ہندوستان کے بادشاہوں کی رشتہ داری کے پمفلٹ میری نظر سے گذرے ہیں۔

اول تو انکی طرز تحریر ناول کی ہے۔ جو قابل تعین نہیں۔ بالفرض اگر ہو بھی۔ تو یہہ شاذ ہے۔ جو عدم کا حکم رکھتی ہے۔ پھر بادشاہوں کی شادیاں سند نہیں ہو سکتیں۔ بالفرض محال اگر یہہ درست ہے تو آجکل آریوں کو کس نے روکا ہے کہ وہ ایسا نہ کریں۔ اب وہ غیر اقوام سے ناتا رشتہ کیوں نہیں کرتے۔

اگر وہ یہہ کہیں کہ یہہ لوگ پہلے آریا ہو دیں تب ان کے ساتھہ رشتہ ناتا کرینگے۔ تو پہلے اُنکو یہہ ثابت کرنا پڑیگا کہ اکبر نے آریا ہو کر ایک ہندو راجپوت کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ مگر وہ یہہ ہرگز ثابت نہ کر سکینگے بالفرض محال یہی سہی۔ تو اب چاہئے کہ آریا صاحبان اُن لوگوں سے ناتا رشتہ کریں۔ جن میگ قوم کے لوگوں کو انہوں نے آریا بنایا ہے۔ اس قسم کے دعوی بغیر ثبوت کے پیش کرنا بڑی ہی بیحیائی ہے۔

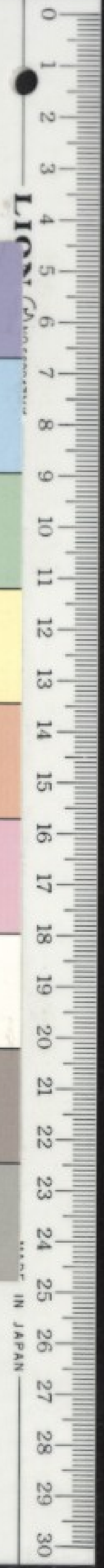
سچ پوچھو تو میگھوں کو کیا آریا بنایا۔ سیالکوٹ کے ضلع میں جو آپ کی کرتوت ہوئی۔ وہ قلعہ سوبھا سنگھ میں خوب ظاہر ہوئی کہ جب ہندوؤں نے اُن ہندو آریوں کو اپنے کنوئے سے پانی نہ بھرنے دیا۔ تو وہ صاف منکر ہوئے۔ کہ ہم نے میگوں کے ہاتھہ سے مٹھائی نہیں کھائی۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کو دیدی تھی دوسرا کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو دیدی تھی۔ غرض کہ آپ کی ساری کرتوت ڈھول کا پول ہے۔

اے آریو خدا تمہاری ہدایت کرے۔ راقم واعظ

ضلع گورداسپور

موسم کی حالت عجیب ہے۔ یا مقیاس الحرارت گھر کے اندر ۱۱۰ – ۱۱۵ تک چڑھجاتا ہے۔ یا دفعتاً ۷۰ – ۸۰ تک آجاتا ہے۔ ہوا میں بجلی بکثرت ہے جہاں گرمی سخت ہوئی۔ جھٹ گڑگڑاتے بادل آگئے۔ ۱۲ تاریخ خفیف بارش ہوئی۔ اور پٹھانکوٹ میں خفیف ژالہ باری ہوئی





گرادے بیر سے لیکر مرغی کے انڈے کے برابر تھے۔ جابجا پلیگ کا زور ہی۔ باہر سے آکر یہاں بھی کوئی نہ کوئی کیس ہوجاتا ہی۔ کہیں کہیں چوہے مرنے کی بھی خبر ہے۔ ایک حلوائی کی دوکان سے چوہے مرے ہوئے نکلے۔ وہ دوکان اور گھر چھوڑ کر بھاگ گیا۔

قادیان میں سنتے ہیں کہ پلیگ کے سبب سخت افراتفری پڑی ہوئی ہے۔ یہانتک کہ مرزائی اور خود مرزا گھروں کو چھوڑ کر خیموں میں سکونت پذیر ہیں۔ (بے حیا کی بلا دور)۔

اِس مہینہ کے شروع ہفتہ میں مرزا کے مقدمہ کی پیشی تھی۔ مرزا صاحب کا وکیل عدالت میں حاضر تھا۔ عدالت نے دریافت کیا کہ مرزا کہاں ہی جواب ملا کہ وہ باہر بیٹھا ہے۔ عدالت نے حکم دیا کہ وہ خود حاضر ہووے۔ چنانچہ پیغمبر قادیانی عدالت کے کٹہرے میں حاضر ہوکر برابر کھڑے رہے۔ پھر دوسرے دن پر مقدمہ ملتوی کیا گیا۔ نئے سرے سے مرزا کے مقدموں کی اور اُن الزاموں کی جو اسپر لگائے گئے ہیں تحقیق شروع ہی۔ کیونکہ نیا مجسٹریٹ آیا ہی۔ پُرانے مجسٹریٹ کے ہاتھ سے مرزاجی کو بیماری کے عذر نے بچالیا تھا۔ اب دیکھیں کیا ہوتا ہی۔

پہاڑ کی چڑہائی زور پر ہے۔

عالیجناب لفٹنٹ گورنر میاں بھوری سنگھ کو چمبہ کی گدی پر گدی نشین کرنے کے لئے تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ چمبہ میں اس قدر خلقت کا ہجوم ہی کہ کوئی مکان خالی نہیں۔

راقم نامہ نگار

ایک مسلمان نے ایک امیر سے کہا کہ میں حج کو جانا چاہتا ہوں اُس نے جواب دیا۔ درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست بھوش سے کہا کہ میرے پاس خرچ نہیں ہی۔ اُس نے کہا کہ مفلس کو حج کرنا فرض نہیں ہی۔

سنتوکھ ماجرہ

بہتیرے ناظرین نور افشاں میں سے اکثر جانتے ہیں کہ سنتوکھ ماجرہ لودیانہ پرشیل فیلڈ کا ایک اسٹیشن ہی۔ اور مجھے امید ہی کہ جو صاحبان خاص دلی لگاؤ اِس گاؤں سے رکھتے اور اس کی بہتری اور ترقی کے خواہاں ہیں اس کی کیفیت اور حقیقت کا حال پڑھکر ضرور خوش ہونگے اسواسطے ایک مختصر کیفیت ہدیہ ناظرین کرتا ہوں تاکہ اس کے خیرخواہ اس کے مالک کی درگاہ میں اِس کی ترقی کیواسطے مناجات میں زیادہ سرگرم ہوں۔

عرصہ قریب ۳۵ برس کا ہوا ہوگا جبکہ بزرگ پادری۔ ایم ایم۔ کالیٹن صاحب مرحوم کا گذر اِس علاقہ بانگر (بنجر) میں ہوا۔ صاحب مرحوم کے پاس ایک صندوقچہ ادویات کا ایک بندوق اور تین معمولی مناد (جنکے نام درج کرنا میں مناسب جانتا ہوں دکیونکہ ان کے بوئے ہوئے کو میں کاٹ رہا ہوں) دین دیال۔ نرائن داس اور بدہ داس اُن کے ہمراہ تھے۔ صاحب موصوف کا دورہ کرنال سے حصار تک ہوا۔ پادری کالیٹن صاحب اب اپنی دوڑ پوری کرکے ابدی آرام میں داخل ہوگئے ہیں اور خدا کے کلام کا بیج اِس بنجر میں بو گئے تھے جس کا پھل اپنی زندگی میں انہوں نے نہیں کھایا۔ پر اب اپنی محنتوں کا حاصل دیکھکر ضرور خوش ہوتے ہونگے اور کھیت کے مالک سے شاباشی کا خطاب اُس دن پائینگے۔

یہہ علاقہ بانگر اسم بامسمی ہی۔ یہہ بانگر کہلاتا ہی۱؎ اِس زمین میں پانی ۱۵۰ ہاتھ گہرائی پر ملتا ہی۔ بیاسے کیواسطے یہہ صحرائے عرب وراجپوتانہ سے کم نہیں سفر کیحالت میں ۵-۵ و ۱۰-۱۰ کوس تک پانی نہیں ملتا اور اگر کوئی کنواں مل جائے تو ایک گہڑے کی لاو رسی کہاں اور روز کس کالائے۔

۲؎ بارش اِس ملک میں عنقا ہی جب انبالہ میں ۱۵ دن کی جھڑی لگے تو ادھر شاید دو گھنٹہ کا تقاطر۔

۳؎ اس علاقہ کو تروک (بیرحم) بھی کہتے ہیں یہاں کی نسبت روایت مشہور ہی۔ کہ پانڈو اور کورو جب جنگ کا میدان تلاش کرتے پھرتے تھے تو یہاں انہوں نے ایک ہیبت ناک ماجرہ دیکھا کہ ایک پانچ سالہ لڑکا پاس کھڑا تھا پانی کا بند ٹوٹ گیا۔ چونکہ پانی نایاب تھا۔ فوراً لڑکے کا سر کاٹ کر بند لگادیا اور پانی کو جانے ندیا۔ جب جاٹنی نے اس سے پوچھا چھورا کتھے نکِ گیا (کہاں چلا گیا)، جاٹ نے جواب میں حال بتایا۔ جاٹنی نے کہا خیر کوئی ڈر نہیں لڑکے تو اور ہوجائنگے۔ پانی کہاں ملتا۔ تب پانڈوں نے کہا کہ خونریزی کے واسطے یہہ میدان خوب ہی۔ اس خونریز میدان کا دارالخلافہ تھانیسر ہے جو ہر سیٹیل مشنری صاحب کا ہیڈ اسٹیشن ہی۔

اس علاقہ کی تہذیب بھی قابل تعریف ہے۔ راستے میں اگر کوئی شخص آپکو ملیگا۔ تو پہلے بائیں ہاتھ کو پیشانی پر اسطرح رکھیگا کہ چھانوں جاسے۔ پھر کہیگا سلیام ہیگا جی ۴؎ کونسو گام رہے سے ۵؎ کتھے جائے سے۔ پھر جب تک آپکی پرچھائیں بھی غایب نہ ہوجائے کھڑا دیکھتا رہیگا۔

خیال کیا جا سکتا ہی ایسے جنگل میں جہاں بارش نادر پانی ناپید زمین موسم گرما میں مثل روز قیامت تپتی ہوئی۔ صاحب بہادر کا پھرنا اور منادی کرنا۔ کیا روح القدس کی ایسی ہدایت سے نہیں تھی جیسی اُس نے فیلبوس خوشخبری دینوالے کو دی تھی اعمال ۸: ۲۶۔

کس طرح صاحب نے گورنمنٹ بہادر سے اِس جنگل کو جو ریاست جیند سے ۱۴ کوس کرنال سے ۲۰ کوس اور تھانیسر سے ۲۶ کوس ہے لیا۔ عیسائی لوگوں کی پرورش کے واسطے علاقہ

حصار سے بہت عمدہ گائے اور بچھڑے خرید لئے جنکی نسل آجتک یہاں موجود ہیں۔ اس جنگل کا رقبہ قریب ... وبیگھہ خام ہی۔ صاحب نے یہاں دو گاؤں بسائے۔ ایک کا نام دھرمپور دوسرے کا نام سنتوکھ ماجرہ رکھا؛

نہ معلوم کس سبب سے صاحب موصوف دل برداشتہ ہوکر ضلع شملہ میں آنی نامی ایک گاؤں بسا کر وہاں قیام پذیر ہوئے اور عیسائی لوگ جو یہاں بسائے تھے یوں چلے گئے جسطرح شمع کے گل ہونے سے پروانے اڑجاتے ہیں تو بھی دو ایک پروانے پر ٹوٹے ہوئے پڑے رہگئے۔ گویا درخت ہرا بھرا تو سوکھ گیا تھا پر جڑ ہری رہگئی تھی کیونکہ خداوند کو پھر اس درخت کو بڑہانا اور بلند کرنا تھا؛

جب صاحب موصوف آنی پہاڑ پر چلے گئے تو اس جنگل کا اہتمام اپنے فرزند ارجمند جناب ڈاکٹر ایم۔ بی۔ کارلیٹن صاحب کے سپرد کر گئے؛

۱۸۹۵ء میں پادری جے۔ ایم۔ مکوم صاحب بہادر شہر انبالہ سے دو لائسنشئٹ پریچران جے۔ مینویل۔ اور جاتی رام کو ہمراہ لیکر اس علاقہ کے دورہ کو نکلے۔ صاحب موصوف نے ایک ماہ کے عرصہ میں۔ شاہ آباد۔ تھانیسر۔ لاڈوہ۔ پونڈری۔ سنتوکھ ماجرہ۔ اور کیتھل کا ملاحظہ فرمایا۔ لاڈوہ میں مسٹر ای۔ جانسن لائسنشئٹ پریچر کو اور تھانیسر میں جان مینویل کو مقرر کر گئے تھے۔ باقی اسٹیشن زیر تجویز رہے؛

دوسرا دورہ صاحب موصوف کا معہ پادری بی بی رائے صاحب بہادر ۱۸۹۶ء میں ہوا۔ اسوقت پادری صاحبان سے یہاں کلیسیہ کا انتظام قائم کیا گیا۔ جان مینویل کو یہاں کا قسیس مقرر کیا؛

تین خاندان اسوقت اس گاؤں میں تھے؛

۱۸۹۹ء میں پادری طالب الدین صاحب پرسٹرل مشنری یہاں دورہ کرتے ہوئے آئے۔ اور انہوں نے کلیسیہ کو اپنی روحانی قوت سے بھرے ہوئے وعظ کے ذریعہ ترغیب دی کہ ایک عبادت خانہ یہاں ضرور بنانا چاہئے۔ کیونکہ اس وقت تک عبادت بدہ رام نامی ایک پرانے رئیس سنتوکھ ماجرہ کے گھر میں ہوا کرتی تھی؛

اگلے برس عبادت خانہ بن کر تیار ہوگیا جسمیں ابتک عبادت ہوتی ہی؛

بزرگ پادری کارلیٹن صاحب کی موت کے بعد ڈاکٹر صاحب نے مناسب جانا کہ اس بھاری کام کو مشن کے سپرد کر دیں اور مشن نے اس کام کو ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا ہی جسمیں ذیل کے پانچ تجربہ کار خود انکار جفاکش صاحبان شامل ہیں۔ پادری۔ یو۔ ایس۔ جی۔ جونس۔ پادری کے۔ بی۔ سرکار۔ ڈاکٹر ایم۔ بی۔ کارلیٹن۔ ایم۔ ولی اسکوائر پادری والٹر۔ جے۔ کلارک صاحب۔ پادری سرکار صاحب کے در حقوق اس کلیسیہ کے ساتھ ہیں ایک بحیثیت ممبر کمیٹی۔ دوسرا بحیثیت پرسٹرل مشنری کیونکہ یہہ کلیسیہ ان کے فیلڈ میں ہی۔ انکو خاص انس اس کلیسیہ سے ہی اور انکی محنت کا پھل ہی۔ نومبر ۱۹۰۲ء کو جان مینویل لائسنشئٹ پریچر کو کلیسیہ کی بلاہٹ پر پریسبیٹری کی طرف سے پاسبانی کا استحقاق حاصل ہوا اس وقت اس کلیسیا میں ۵۶ آدمی ہیں۔ دو ریڈر۔ ایک ڈیکن ہی۔ عبادت حسب دستور بدھ اور اتوار کو ہوتی ہی سبت سکول قائم ہی چندہ حسب قانون جمع ہوتا۔ ۱۹۰۶ء کا کل چندہ ۱۸۱ روپیہ ہوا۔ شام کو پریچنگ نو مرید عورتوں اور مردوں کو بائبل کی تعلیم پرسبیٹرل مشنری اور ممبران کمیٹی اپنی ہر آمد پر اپنی موثر وعظوں کے ذریعہ نئی زندگی اور روحانی تقویت بخشتے رہے ہیں؛ باقی آیندہ

کرسچن اینڈیور

مئی ۳۰ پطرس کی خاموشی مرقس ۱۴: ۶۶-۷۲

" ۳۱ پولس کے خاموش دوست ۲ تمتھیس ۴: ۱۶-۱۸

جون ۱ ایک خاموش شاگرد یوحنا ۱۹: ۳۸-۴۲

" ۲ شیر گرجی مکاشفہ ۳: ۱۴-۱۶

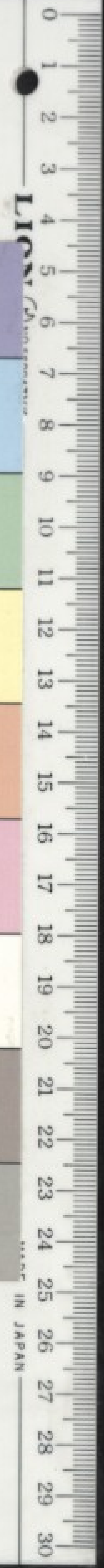
" ۳ پتھروں کی گواہی لوقا ۱۹: ۲۹ و ۴۰

" ۴ خاموشی کا پھل لوقا ۱۲: ۸ و ۹

" ۵ اتوار۔ مضمون۔ میری خاموشی کس طرح مسیح کے خلاف گواہی دیتی ہی۔ متی ۱۱: ۳ لوقا ۱۷: ۱۲-۱۹؛

گھڑی اگر وقت نہ بتائے گھنٹہ اگر نہ بجے لڑائی میں بگل اگر سنائی نہ دے تو بجائے نفع کے نقصان ہوتا ہی اگر ہم بھی خاموش رہے تو وہ بھی ویسا ہی ہو خاموشی کی وجوہات کیا ہیں؟ (۱) ناشکری ہم مسیح کی برکتوں کے شکر گذار نہیں (۲) لاپروائی ہم اوروں کے فائدہ کی پروا نہیں کرتے (۳) خوف۔ ہم لعن طعن سے ڈرتے ہیں (۴) سستی ہم محنت اٹھانی نہیں چاہتے (۵) نادانی۔ ہم خاموشی کے برے نتیجہ سے واقف نہیں (لوقا ۱۲: ۸ و ۹) (۶) روحانیت کی کمی اگر ہم روحانی ہوتے تو بڑی خوشی سے گواہی دیتے (۷) گناہ۔ گناہ بھی ہمیں خاموشی پر مجبور کرتا ہی؛

ان دس کوڑھیوں میں سے ایک ہی نے شکریہ ادا کیا۔ باقی خاموش رہے۔ جسمانی مرض تو سب کا جاتا رہا مگر روحانی مرض صرف ایک ہی کا گیا۔ اگر ہم خاموش ہیں تو مسیح ہمارے ذریعہ سے نہیں بولتا مگر ہم مسیح کو روکتے ہیں۔ کلام اللہ میں کن کن شخصوں کا ذکر ہی کہ جنہوں نے بجائے خاموش رہنے کے گواہی دینی اختیار کی؟ سامری عورت یوحنا ۴: ۲۹ چار کوڑھی ۲ سلاطین ۷: ۹۔ پولس اعمال ۹: ۲۰۔ موسیٰ اور ہارون خروج ۵: ۱ میکایاہ ۱ سلاطین ۲۲: ۱۴-



یسعیاہ ۹: ۶ یسعیاہ ۷: ۱۴ یرمیاہ - یرمیاہ ۲: ۹ وتفسیر اعمال ۲: ۳۶ و ۷: ۵۹ - ایسے بہت سے اور بھی ہیں لیکن سب سے بڑا خداوند یسوع مسیح ہے - ایک سوال جواب طلب ہو گیا میں ایک خاموش مسیحی ہوں یا گواہی دینے والا مسیحی ہوں؟

کرسچن اینڈیور کی کمیٹیاں

مس کیمبل صاحبہ کے مضمون کے پڑھنے سے ہر ایک کو شوق پیدا ہو گیا ہوگا کہ مختلف کمیٹیوں کے مقصد سے واقفیت حاصل ہو لہٰذا جو سب سے ضروری کمیٹیاں سمجھی جاتی ہیں اُن کے فرایض میں یہاں اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔

نگرانی کرنیوالی کمیٹی - یہہ شاید سب سے ضروری کمیٹی ہے - اس کا کام نئے ممبروں کو داخل کرنا ہے یہہ نہایت ہی احتیاط کا کام ہے - ممکن ہے کہ لوگ ناراض ہو جائیں کہ ہمکو داخل کیوں نہ کیا - اگر ہم لاپروائی سے ممبر بناتے جائیں تو بڑا نقصان ہوگا - اس کمیٹی کا ایک اور بڑا نازک کام ہے کہ اگر کوئی ممبر سست یا غیر گرم ہو گیا ہو تو پیار اور محبت کے ساتھ اسکو دوبارہ سرگرم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اِس کو انگریزی میں Look out کمیٹی کہتے ہیں۔

ہفتہ وار مجلس کی کمیٹی - اس کے فرایض یہہ ہیں ہفتہ وار مجلسوں کا بندوبست کرنا مضمون کا مقرر کرنا اور میر مجلس کے لئے میر مجلس کا چننا مضامین اکثر وہی چنے جاتے ہیں جو قریباً دنیا کے کل کرسچن اینڈیور سوسائیٹیاں استعمال کرتی ہیں۔

مشنری کمیٹی کا کام یہہ ہے کہ ہر طرح سے انجیل کی خوشخبری سنانے کی کوشش کرے اور اس ضروری کام کے لئے سب ممبروں کو اکسائے اور نیز لائق طور پر انجام دینے کی صورتیں نکالے۔

بعض اوقات ایک کارروائی کی کمیٹی کی ضرورت ہوتی ہے - یہہ کمیٹی سوسائیٹی کے کل کاروبار کا بہت کے ساتھ فیصلہ کر کے سوسائیٹی میں پیش کرتی ہے تاکہ دینی مجلسوں میں وقت ضایع نہ ہونے پائے اور بھی بہت سی کمیٹیاں ہو سکتی ہیں - لیکن ہماری ہندوستانی سوسائیٹیوں میں دو تین کمیٹیوں سے زیادہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ تمام خط و کتابت پادری ٹی گریہم بیلی - وزیرآباد سے کرنی چاہیے۔

واقعات و کوائف

پیرس میں کتے سدھائے جاتے ہیں اور اُنہیں عمدہ عادتیں سکھائی جاتی ہیں - جب ملاقاتی لوگ کتوں کے مدرسے میں آتے ہیں تو تمام کتے خوشی سے اُچھل کر اُن کا استقبال کرتے ہیں - اور دُم ہلاتے ہیں - اور جب جانے لگتے ہیں تو کتے دروازہ تک پہنچانے جاتے ہیں - اور زمین پر سر جھکا کر رخصت کا سلام کرتے ہیں - رومال - دستانہ وغیرہ اگر کوئی چیز گر جاتی ہے - تو کتے اُٹھا کر دے دیتے ہیں۔

پونا کے سائنس کالج میں مسٹر ناٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔

سویڈن میں ایک قسم کا مصالحہ دریافت کیا گیا ہے - اگر اِس کو کاغذ کے موٹے تختے پر مل دیں تو پھر اِس پر گولی اثر نہیں کر سکتی - گورنمنٹ کے حکم سے حال میں اِس کا تجربہ کیا گیا ہے مختلف قسم کی بندوقوں اور مشین کی توپوں سے اِس مصالحدار کاغذ پر فیر کئے گئے - بندوق کی گولیوں کا تو اُس پر کچھ اثر نہ ہوا - البتہ توپ کے گولوں نے اِس میں کئی جگہ سوراخ ڈال دیئے۔

پچھلے سنیچر کو لاہور تک حضور لاٹ صاحب بہادر پہنچ گئے۔

کوریا میں عورتوں کے نام نہیں ہوتے لڑکی کو فلاں کی بیٹی - شادی کے بعد فلاں کی عورت اور جب اولاد ہو جائے تو فلاں کی ماں کہکر پکارتے ہیں - رات کے آٹھ بجے کے بعد مردوں کا شہر میں پھرنا قانوناً منع ہے - مگر عورتیں رات کے ایک بجے تک گشت کر سکتی ہیں۔

لندن ریلوے نے تجربہ کیا ہے کہ پٹرولیم جلانے سے کوئلہ کی نسبت خرچ کم ہے۔

شہر ناگاساکی (جاپان) میں ایک ضعیف عورت کا نوجوان لڑکا جو اپنی ماں کی اوقات بسری کا سہارا تھا - اور اسی وجہ سے فوجی خدمت کے قابل نہ سمجھا جاتا تھا جب اُس کی ماں کو یہہ بات معلوم ہوئی تو اُس نے اپنے بیٹے کے سامنے اپنے پیٹ میں خنجر بھونک لیا اور بیٹے سے کہا کہ اِس خنجر سے دشمنوں کی خبر لینا - یہہ کہکر وہ بوڑھی عورت مر گئی اور اُس کا بیٹا فوج میں داخل ہو گیا - آفرین ہو اُس ضعیف عورت کی ہمت پر جس نے حب الوطنی کے جوش میں اپنی جان کی بھی کچھ پروا نہ کی۔

آجکل ہوشیارپور میں گرمی زور پر ہے - لیکن رات ہمیشہ ٹھنڈی ہوتی ہے۔

انگلینڈ میں رات کو مُنہ بند کر کے ناک کے ذریعہ دم لینے پر بہت زور دیا جا رہا ہے - ایک ڈاکٹر لکھتے ہیں کہ اگر تمہاری عادت ناک کے رستے دم لینے کی نہیں - تو مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرو کامیاب ہو جاؤ گے - (۱) رات کا کھانا معمول سے کم کھاؤ - اور بہت رات گئے مت کھاؤ - ایک چھوٹا سا پکا ہوا پھل یا دودھ کا پیالہ روٹی کے ساتھ کھا کر سو جاؤ۔

(۲) سونے سے پیشتر پانی سے کلی کر ڈالو ناک کو پانی سے صاف کر لو۔

لطیفہ

بیٹی - امّاں جان تمہارا ایک بال بالکل سفید ہو گیا ہے۔

ماں - ہاں بیٹی وجہ یہہ ہے کہ تم مجھے بہت ستاتی ہو۔

بیٹی - لیکن تم تو بچپن میں مجھ سے بھی زیادہ شریر ہوگی - کیونکہ میری نانی کے تو تمام بال سفید تھے۔

اشتہارات

ضرورت ۳

ایک عیسائی ہیڈ ماسٹر کی بلودہ بازار مشن سکول کیواسطے ضرورت ہی جوکہ مڈل سکول کی کلاسوں تک ہندی و انگریزی میں تعلیم دیسکتا ہو درخواستیں معہ سرٹیفکیٹ لیاقت و نیک چال چلن بنام مشتہر آویں ؛

المشـــــــتہر

پادری-اے-ہنگسن بلودہ بازار رائیپور سی-پی

ضرورت ۳

ایک عیسائی بیوہ میٹرن کی آرفنیج گرلس سکول کے لئے ضرورت ہی-درخواست کنندہ ہندی جانتی ہو-درخواستیں بنام مشتہر آویں ؛

المشـــــــتہر

پادری-اے-ہنگسن بلودہ بازار رائیپور سی-پی

ضرورت ۲

ایک نیٹو کرسچن میٹرن کی سخت ضرورت ہی-چاہئے کہ وہ اردو اور ہندی بخوبی پڑھا سکتی ہو درخواستیں بنام لیڈی سپرنٹنڈنٹ گرلس انڈسٹریل سکول دہلی آویں ؛

ضرورت ۴

ڈنگہ ضلع گجرات (پنجاب) کے سکول کے لئے ایک انٹرنس پاس مسیحی اُستاد کی ضرورت ہی-تنخواہ مبلغ پچیس ۲۵ روپیہ ماہوار-کل درخواستیں بنام منیجر مشن سکول گجرات (پنجاب) آویں ؛

عیسائی ٹھیکہ دار کی ضرورت ۲

چونکہ میں نے مقام راولپنڈی متصل لال کورٹی بازار اپنا بھٹہ کھولا ہی مسلمان ٹھیکیدار جمعہ کے روز کام بند کر دیتے ہیں چونکہ میں عیسائی ہوں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ بجائے جمعہ کے اتوار کو کام بند ہوا کرے نیز عیسائی بھائیوں کو فائدہ پہنچے اور بے کار نہ بیٹھیں-جو کوئی عیسائی بھائی عمدہ اینٹ بالو کی بنا سکتا ہو اور راولپنڈی آکر کام کرنا چاہے تو میرے ساتھ بذریعہ خط و کتابت معرفت کسی مشنری صاحب کے جو اُس کو جانتا ہو فیصلہ کرلیوے ؛

المشـــــــتہر

مستری-ایم-نور احمد-یوسف پور راولپنڈی

پرسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہی

کہ پرسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے-تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکیمانہ شہادت ہی-ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کرکے پنشن دیدیا ہی اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ بطور پونجی رکھا ہوا ہی-کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور سے بیمہ نہیں دیتا-اس میں ہندکا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہی جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ؛

درخواست کی جاتی ہی کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہیں-ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ؛

المشـــــــتہر

پادری والٹر جے-کلارک منیجنگ ڈائرکٹر سہارنپور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۲ ؏ ۱۱م

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک ؏ ۸ ؏ ۱۱م ؏ ۱۴ ؏

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
چوتھائی کالم	۸ ؏	ے	سہ
نصف کالم	ے	عہ	۱۲ عہ
پورا کالم	عہ	۱۲ سہ	صہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ لیکن ایکروپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں ؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بالخصوص ؏ ؏ ؏ معہ محصول عہ

قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

مطبوعہ احمد ڈی-ڈی اڈیٹر و منیجر نور افشان کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں-ایم-وائلی کے اہتمام سے چھپا